حیات خدمات

خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند فقیہ اعظم ہند شمس
العلماء علامہ قاضی شمس الدین حنفی رضوی جونپوری

تذکرہ شمس العلماء



رضوان احمد نعمانی

الحمید اکیڈمی بنارس

حیات خدمات

خلیفہ حضور مفتی اعظم ہند فقیہ اعظم ہند شمس العلماء علامہ قاضی شمس الدین حنفی رضوی جونپوری

علیہ الرحمہ

تذکرہ شمس العلماء

رضوان احمد نعمانی

الحمید اکیڈمی بنارس

علوی پورہ چھتن پورہ بنارس

نام ------- تذکرہ شمس العلماء

مصنف ------- رضوان احمد نعمانی بنارسی

صفحہ ------- ۲۶

سال اشاعت ------- ۱۴۴۸ھ

کمپوزنگ ------- نعمانی گرافس بنارس

ناشر ------- الحمید اکیڈمی بنارس

الحمید اکیڈمی بنارس

علوی پورہ چھتن پورہ بنارس

برائے ایصال ثواب

الحاج محمد علی جان مرحوم بنارسی

علیہ الرحمہ

صوفی محمد بدرالدین شاہ قادری

تیغی بنارسی علیہ الرحمہ

قارئینِ کرام کی خدمت میں گزارش ہے کہ زیرِ نظر تحریر کو حتی الامکان درست کمپوز کرنے کی پوری کوشش کی گئی ہے۔ تاہم، بشر ہونے کے ناطے اگر پھر بھی کہیں کوئی لفظی، املا کی یا معنوی غلطی نظر آئے تو برائے کرم ہمیں اس سے مطلع فرمائیں۔ آپ کی نشاندہی پر اس کی تصحیح کر دی جائے گی، جس کے لیے ہم آپ کے بے حد ممنون ہوں گے۔

— النعمانی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

زیرِ نظر تحریر علامہ قاضی شمس الدین صاحب علیہ الرحمہ کی حیات مبارکہ اور دینی و علمی خدمات کے چند اہم پہلوؤں پر مشتمل ایک مختصر رسالہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ قاضی صاحب جیسی عبقری اور ہمہ جہت شخصیت کے مقام و مرتبے کا حق ادا کرنا مجھ جیسے کم علم شخص کے بس کی بات نہیں؛ یہ تو صرف بزرگوں کی نظر عنایت اور فیضان کا نتیجہ ہے کہ جو کچھ تاریخی اوراق اور مصدقہ کتب میں میسر آیا، اسے جمع و مرتب کر کے قارئینِ کرام کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کی ہے۔ اس مضمون کی بنیادی تحریر آج سے تقریباً چار سال قبل ہی قلمبند کر لی گئی تھی، مگر دفتری و دیگر گوناگوں مصروفیات کی بنا پر اس کی اشاعت اور بقیہ کاموں پر توجہ نہ دی جا سکی۔ حال ہی میں جب پرانے اوراق کی چھان بین کے دوران اس مسودے پر نظر پڑی تو دل میں داعیہ پیدا ہوا کہ حضرت قاضی صاحب کے حوالے سے جو بھی تاریخی و سوانحی معلومات دستیاب ہیں، اسی پر اکتفا کرتے ہوئے اسے ایک ترتیب و تدوین دی جائے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اسے یہ کاوش اب مکمل ہو کر آپ کے سامنے ہے، تاکہ قارئین حضرت فقیہِ اعظم ہند کی زندگی اور دینی احسانات سے روشناس ہو سکیں۔

آپ کو یہ عظیم شرف حاصل ہے کہ آپ مجددِ دین و ملت، امام اہل سنت اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان علیہ الرحمہ کی بارگاہِ عالیہ سے فیض یافتہ اور ان کے خلیفہ تھے۔

اگرچہ آپ کی ولادت جونپور میں ہوئی، لیکن زندگی کا ایک بڑا اور اہم حصہ درس و تدریس اور اشاعتِ علم میں بنارس (وارانسی) کے مشہور علمی ادارے جامعہ حمیدیہ میں گزرا۔ آپ نے طویل عرصے تک جامعہ حمیدیہ کے میدانِ تدریس میں علم و حکمت کے گوہر لٹائے اور بے شمار تلامذہ کو علمی و اخلاقی تربیت سے آراستہ کیا۔ یہی وجہ ہے کہ جونپور کے ساتھ ساتھ بنارس کے لیے بھی یہ امر باعثِ صد فخر ہے کہ حضرت قاضی صاحب علیہ الرحمہ نے اس تاریخی شہر کو اپنے علمی فیض سے مالامال فرمایا۔ اہلِ بنارس آپ کو اپنے شہر کی علمی تاریخ کا ایک سنہرا باب مانتے ہیں۔

حضرت قاضی شمس الدین علیہ الرحمہ کی حیات و خدمات آنے والی نسلوں کے لیے بالخصوص علمِ فقہ اور تدریس سے وابستہ افراد کے لیے ایک روشن مشعل ہے، اور آپ کی دینی و علمی کاوشیں تاریخِ ہند میں ہمیشہ یاد رکھی جائیں گی۔

لَحد میں عشقِ رخِ شہ کا داغ لے کے چلے
اندھیری رات سنی تھی چراغ لے کے چلے
ترے غلاموں کا نقشِ قدم ہے راہِ خدا
وہ کیا بہک سکے جو یہ سُراغ لے کے چلے

رضوان احمد نعمانی بنارسی
۱۱/ اگست / بروز منگل ۲۰۲۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ولادتِ باسعادت

عمدۃ المحققین خلیفہ امام اہلسنت حضرت علامہ قاضی شمس الدین جعفری کی ولادت باسعادت اترپردیش (یوپی) کے تاریخی و علمی شہر جونپور کے ایک معزز اور علم پرور گھرانے میں ۲۷ ذی الحجہ ۱۳۲۲ھ بمطابق ۵ مارچ ۱۹۰۵ء، بروز دوشنبہ (پیر) دوپہر دو بجے ہوئی۔

آپ کا اسمِ گرامی احمد، کنیت ابو المعالی اور لقب شمس الدین تھا۔ علمائے عصر اور عوام و خواص آپ کو عزت و احترام کے ساتھ "شمس العلماء" کے نام سے یاد کرتے تھے۔

آپ کا نسبی تعلق جلیل القدر صحابیِ رسول سیدنا جعفر طیار ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی اولاد سے ہے۔ اسی نسبت جلیلہ کی بنا پر آپ اور آپ کا خاندان اپنے نام کے ساتھ "جعفری" تحریر کرتے ہے۔ آپ کا خاندانِ عالی شان قدیم زمانے ہی سے علمی و قضا کے مناصب پر فائز رہا ہے۔ سلاطینِ شرقی کے دورِ حکومت میں آپ کے آباو اجداد منصبِ قضا پر فائز تھے اور علاقے میں علمی و مذہبی مرجع کی حیثیت رکھتے تھے۔ آپ کے دادا حضرت قمر الدین مرحوم اپنے دور کے اعلیٰ تعلیم یافتہ، صاحبِ بصیرت اور ممتاز محقق تھے۔ آپ کے والدِ ماجد حضرت نظیر الدین مرحوم ایک صاحبِ تصنیف، جید عالم اور علمی ذوق رکھنے والی شخصیت تھے۔ اس پاکیزہ اور علمی ماحول نے حضرت شمس العلماء کی شخصیت کو ابتدا ہی سے زہد، تقویٰ اور علمی پختگی سے آراستہ کر دیا تھا۔

جونپور: تاریخ کے آئنہ میں

حضرت قاضی شمس الدین جعفری رحمۃ اللہ علیہ کا 'جونپور' ماضی میں علم و فن، تصوف و روحانیت اور ادب کا عظیم مرکز رہا ہے، اسی علمی شکوہ کی بنا پر اسے "شیرازِ ہند" کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ سلاطینِ دہلی کے عہد سے ہی علمائے کرام اور مشائخِ عظام نے جونپور کو اپنا مسکن بنایا۔ سلطان شاہ شرقی کے زمانۂ حکومت میں جونپور کی علمی و ثقافتی ترقی کو اوج حاصل ہوا۔ انھوں نے جونپور کی آبادی میں خاطر خواہ اضافہ کیا اور کثرت سے عظیم الشان مساجد، دینی مدارس اور خانقاہیں تعمیر کروائیں۔ تیمور کے حملے کے وقت جب دہلی کے حالات نہ گفتہ بہ ہوئے، تو وہاں کے اکابر علمائے کرام اور فضلائے عظام نے ہجرت کر کے جونپور کا رخ کیا اور اسے اپنا علمی مرکز بنالیا، جس سے اس شہر کی علمی مرکزیت مزید مستحکم ہو گئی۔

جونپور کی علمی و روحانی تاریخ انتہائی زرخیز رہی ہے اور یہاں جن اکابرین و مشائخ نے علم و معرفت کے چراغ روشن کیے، ان میں سے چند نمایاں نام یہ ہیں۔ مولانا اشرف لاہوری جونپوری " ملا شیخ عثمان صالح " شیخ احمد عیسیٰ " شیخ محمد عیسیٰ تاج " شیخ بندگی فرید بنارسی " شیخ حاجی مبارک ارزانی " حضرت حسن طاہر چشتی " شیخ مصطفیٰ جونپوری " قاضی شمس الدین جعفری جونپوری رحمۃ آپ نے اپنے آباو اجداد کی علمی و قضا کی روایات کو زندہ رکھتے ہوئے فقہ، تدریس اور اصلاحِ امت کے میدان میں وہ نمایاں خدمات انجام دیں جن کی وجہ سے آپ کا نام تاریخِ اسلام میں "فقیہ اعظم ہند" کے طور پر ہمیشہ نقش ہو گیا۔

ابتدائی تعلیم و خاندانی تربیت

جب آپ کی عمر مبارک چار سال، چار ماہ اور چار دن ہوئی، تو اکابر و مشائخ کے قدسی دستور کے مطابق آپ کی "بسم اللہ خوانی" کی تقریب منعقد ہوئی۔ آپ نے گھر کے خالص علمی و مذہبی ماحول میں اپنے جدِ امجد اور والدِ گرامی کے سایۂ شفقت و تربیت میں تعلیم کا آغاز فرمایا۔ ابتداہی میں آپ نے قرآن مجید کے کچھ حصے کی حفظ کے ساتھ ساتھ اردو، فارسی اور انگریزی کی ابتدائی تعلیم حاصل کی۔

عصری تعلیم اور ابتدائی درسیات

آپ نے عصری علوم کی طرف بھی توجہ فرمائی اور مسلم یونیورسٹی علی گڑھ سے انگلش میں بی۔ اے (B.A) کی ڈگری حاصل کی۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ کا علمی سفر آگے بڑھتا رہا؛ ۸ جولائی ۱۹۱۶ء کو آپ کا داخلہ مشن ہائی اسکول میں ہوا، جہاں آپ نے ۱۹۲۳ء تک تعلیم حاصل کی۔ اس کے بعد علومِ اسلامیہ کی طرف پیش قدمی کرتے ہوئے آپ نے ایک سال تک مدرسہ فاروقیہ (جونپور) میں قیام فرمایا اور وہاں 'کافیہ' اور 'تہذیب' جیسی درسِ نظامی کی بنیادی کتب درسیہ کا درس لیا۔

اکابرِ امت کی بارگاہ میں زانوئے تلمذ

علم کی تشنگی اور پختگی کے لیے آپ نے وقت کے عظیم ترین آئمہ و علماء کی بارگاہوں میں حاضری دی مراد آباد "۱۹۲۵ء" میں آپ حصولِ علم کے لیے مفسر قرآن، صدر الافاضل علامہ سید نعیم الدین

مراد آبادی علیہ الرحمہ کی خدمتِ بابرکت میں حاضر ہوئے اور ان سے علمی استفادہ کیا ایک سال مراد آباد میں قیام کے بعد ۱۹۲۶ء میں آپ مدرسہ معینیہ (اجمیر شریف) پہنچے، جہاں آپ نے فقیہِ اعظم ہند، حضرت علامہ مفتی امجد علی اعظمی (مصنف 'بہارِ شریعت') علیہ الرحمہ کی بارگاہ میں زانوئے تلمذ طے کیا۔ آپ نے درسِ نظامی کے جملہ علوم و فنون کی تکمیل اجمیر شریف ہی میں حضرت صدر الشریعہ کی نگرانی میں فرمائی۔

سفر بریلی شریف ,اور دستارِ فضیلت

۱۳۵۲ھ میں جب حضرت صدر الشریعہ علیہ الرحمہ نے اجمیر شریف سے بریلی شریف مراجعت فرمائی، تو چالیس ممتاز اور عبقری طلبہ کا ایک شاندار قافلہ بھی آپ کے ساتھ بریلی شریف روانہ ہوا — یہ وہ طلبہ تھے جو اپنے اپنے علمی کمال کے باعث گویا علم کے آفتاب و ماہتاب تھے۔ اس باکمال اور منتخب جماعت میں قاضی شمس الدین احمد صاحب بھی شامل تھے۔ آپ نے دار العلوم منظرِ اسلام، بریلی شریف میں اس مرحلے کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا اور وہیں سے رسمِ فراغت حاصل کی۔

اساتذۂ کرام (علم وفن کے آئمہ)

حضرت قاضی شمس الدین احمد کی بزمِ اساتذہ وقت کے عظیم ترین فضلائے عصر اور امام علم و فن سے آراستہ تھی۔ آپ کے اساتذۂ کرام میں یہ جلیل القدر شخصیات شامل ہیں

جدِ امجد۔ شیخ قمر الدین

والدِ گرامی۔ شیخ نظیر الدین

ماموں۔ شیخ نور الحسن (مصنف 'ہسٹری آف آگرہ')

مولانا عبد العزیز فتح القدیر پوری

مولانا سید وصی احمد سہسرامی

مولانا عبد اللہ قندھاری

مفسر قرآن۔ علامہ سید نعیم الدین مراد آبادی

ملک العلماء خلیفہ اعلی حضرت علامہ ظفر الدین محدث بہاری

فقیہِ اعظم ہند حضرت علامہ مفتی امجد علی اعظمی (صدر الشریعہ)

ان عظیم و جلیل المرتبت اساتذہ و مربین کی سر پرستی اور فیضانِ نظر ہی کا نتیجہ تھا کہ آگے چل کر آپ شمس العلماء اور فقہ و دانائی کے ایک عظیم المرتبت مقام پر فائز ہوئے۔ آپ نے جن دیگر جلیل القدر شخصیات سے خصوصی علمی و روحانی استفادہ حاصل فرمایا، ان میں حضور حجۃ الاسلام علامہ حامد رضا خاں، حضور مفتیِ اعظم ہند علامہ مصطفیٰ رضا خاں، محدثِ اعظم ہند حضرت علامہ سید محمد اشرفی کچھوچھوی، تاج المشائخ حضرت علامہ سید علی حسین اشرفی کچھوچھوی اور حضرت علامہ سید محمد مارہروی (رحمت اللہ تعالی علیہما اجمعین) شامل ہیں۔

تدریسی خدمات

فراغت کے بعد حضرت مفتی قاضی شمس الدین احمد رضوی نے اپنی باقاعدہ تدریسی زندگی کا آغاز فرمایا اور ملک کے متعدد نامور دینی اداروں میں درس و تدریس کے فرائض انجام دیے۔ فراغت کے فوراً بعد آپ نے دار العلوم منظرِ اسلام (بریلی شریف) میں درس دینا شروع کیا۔اس کے بعد آپ نے جامعہ نعیمیہ (مراد آباد)، مدرسہ منظرِ حق (ٹانڈہ) اور مدرسہ حنفیہ (جونپور) میں علوم وفنون کے گوہر بکھیرے۔مدرسہ منظرِ حق (ٹانڈہ) اور مدرسہ حنفیہ (جونپور) میں آپ صدر المدرسین کے جلیل القدر منصب پر فائز رہے۔بعد ازاں، آپ جامعہ رضویہ حمیدیہ (بنارس) میں مسندِ صدارت پر جلوہ افروز تھے ۱۳۹۴ھ میں جب حضور حافظِ ملت علامہ عبد العزیز محدث مبارک پوری علیہ الرحمہ الجامعۃ الاشرفیہ (مبارک پور) کی تعمیری اور انتظامی سرگرمیوں کی بنا پر تدریسی فرائض سے الگ ہوئے، تو شیخ الحدیث کے اہم اور جلیل القدر منصب کے لیے حضور حافظِ ملت علیہ الرحمہ کی انتخاب ساز نظر صرف حضرت قاضی شمس الدین احمد رضوی ہی پر پڑی۔ جامعہ حمیدیہ بنارس کے اراکین ومدرسین کے شدید اصرار کے باوجود، حافظِ ملت علیہ الرحمہ نے آپ کو اشرفیہ میں بطورِ شیخ الحدیث مقرر فرمایا۔ کچھ عرصے بعد، جامعہ حمیدیہ (بنارس) کی انتظامیہ کے مسلسل اصرار پر آپ دوبارہ بنارس تشریف لائے اور وہاں صدر المدرسین اور شعبۂ افتاء کے اعلیٰ منصب پر فائز ہوئے۔یہاں آپ نے تفسیر، حدیث اور فقہ کے درس دینے لگے

بیعت "و" روحانی سفر

حضرت مفتی قاضی شمس الدین احمد علیہ الرحمہ کو بچپن ہی سے سرکارِ اعلیٰ حضرت سے گہرا روحانی تعلق حاصل تھا۔ جب آپ کی عمر مبارک صرف دس (10) برس تھی، تبھی آپ مجددِ اعظم، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری فاضلِ بریلوی قدس سرہ العزیز کے دستِ حق پرست پر بیعت کا شرف حاصل کر چکے تھے۔ اعلیٰ حضرت کے فیضانِ نظر اور بعد میں شہزادگانِ اعلیٰ حضرت و دیگر مشائخِ کرام سے ملنے والی سلاسل کی اجازت و خلافت نے آپ کی روحانی اور علمی شخصیت کو چاند سورج کی طرح روشن کر دیا۔

حضرت قاضی شمس الدین احمد علیہ الرحمہ نے سلسلہ عالیہ میں بیعت کا شرف حاصل کرنے کے بعد آپ کو شہزادۂ اعلیٰ حضرت، مفتی اعظم ہند علامہ الشاہ مصطفیٰ رضا خاں نوری قدس سرہ نے جمیع سلاسل کی خلافت و اجازت سے نوازا۔ اس کے علاوہ حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں بریلوی قدس سرہ نے بھی آپ کو اجازت و خلافت عطا فرمائی۔

بچپن اور ابتدائی تربیت

حضرت قاضی شمس الدین احمد کا بچپن عام بچوں سے بالکل مختلف اور نمایاں تھا۔ آپ ابتدائی عمر سے ہی محنت و مشقت کے عادی تھے اور حصولِ علم کا بے پناہ ذوق و شوق رکھتے تھے۔ آپ کے دل میں بلند حوصلہ، پختہ ارادہ اور عزم و ہمت کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔

آپ نے متعدد بار بطورِ تحدیثِ نعمت یہ بات بیان فرمایا کہ ان کے عالم و نکتہ داں ہونے کی بشارت ان کے جدِ محترم نے بچپن میں ہی دے دی تھی، اور وہ اکثر شفقت سے فرمایا کرتے تھے: "کہیے مولانا عالمِ نکتہ داں!"

سادگی اور پیکرِ علم و حکمت

موجودہ دور میں جہاں تصنع، بناوٹ اور تکلف کی افراط و تفریط زندگی کے ہر شعبے پر غالب آچکی ہے، وہاں شمس العلماء قاضی شمس الدین احمد نے اس زہر آلود ماحول میں رہتے ہوئے بھی اپنے دامن کو ان آلودگیوں سے پاک رکھا۔ آپ انتہائی سادگی پسند تھے؛ مزاج میں عاجزی تھی اور لباس بھی نہایت سادہ زیبِ تن فرماتے تھے۔ آپ کی اس ظاہری سادگی میں علم و فن، ادب اور حکمت کی ایک عجیب مقناطیسی کشش تھی۔ کشادہ پیشانی معرفت و حکمت کے نور سے منور تھی، اور چھوٹی لیکن فکرمند آنکھیں تدبر کے آنچل میں اٹھتیں تو علمی نکات اور لطیف دقائق کے نئے جہان تلاش کر لیتی تھیں۔ اگرچہ جسمانی طور پر آپ نہایت لاغر و دبلے تھے، لیکن آپ کی شخصیت علمی دبدبے، فنی رعب اور روحانی وقار کا مجسمہ تھی۔

اندازِ مطالعہ

مفتی قاضی شمس الدین احمد علیہ الرحمہ کا اندازِ مطالعہ بھی دیگر علماء سے جداگانہ اور تحقیقی تھا۔ آپ جب بھی کسی کتاب کا مطالعہ فرماتے تو پنسل یا قلم ہمیشہ آپ کے پاس ہوتا تھا، تاکہ اہم نکات، حواشی اور علمی دقائق کو فوری طور پر قلمبند کر سکیں۔

آپ جب بھی اخبارات، جرائد، درسی کتب یا مختلف اردو ڈائجسٹس کا مطالعہ کرتے اور دورانِ مطالعہ کوئی اہم، فکر انگیز یا نادر عبارت نظر سے گزرتی، تو اسے فوراً اپنی بیاض میں نقل فرمالیتے تھے۔ آپ کا یہ ذوق اور عادت تاعمر جاری رہا۔ "قطرہ قطرہ دریا می شود" کے مصداق، وقت کے ساتھ ساتھ یہ بیاض ایک ضخیم مجموعے کی شکل "کشکولِ جعفری" کے نام سے معروف ہوئی۔ یہ بیاض صرف تحریروں کا مجموعہ نہیں بلکہ حقائق، معارف اور گراں قدر معلومات کا ایک سچا خزانہ ہے۔

علم وفضل

قاضی شمس الدین احمد کو علومِ اسلامیہ اور فنونِ عقلیہ و نقلیہ پر یکساں دسترس حاصل تھی۔ فقہ، حدیث، منطق، فلسفہ، علمِ کلام، اصولِ فقہ، تاریخ، تنقید، تفسیر اور علمِ تکسیر— ہر شعبے میں آپ کی معلومات بے پناہ تھیں۔ جب آپ کسی موضوع پر گفتگو فرماتے تو علم کا دریا بہادیتے، اور مضامین کا ایک تسلسل قائم ہو جاتا، آپ کی گفتگو فصاحت و بلاغت کے سانچے میں ڈھلی ہوتی تھی؛ یوں محسوس ہوتا تھا جیسے آپ کی زبان سے نکلنے والے الفاظ پھول ہیں جو اپنی خوشبو سے طلبہ کے قلوب و اذہان کو معطر کر رہے ہوں۔

طرزِ تدریس اور علمی بصیرت

آپ کا طریقہ تدریس نہائت دلنشین اور محققانہ تھا۔ جب آپ حدیث شریف کا درس دیتے تو

امام بخاری اور امام مسلم کی یاد تازہ ہو جاتی۔ روایت حدیث و احوال بیان کرتے وقت ایسا گہرا احاطہ فرماتے کہ حافظ ابن حجر عسقلانی کی شہرہ آفاق کتاب "تہذیب التہذیب" کا نقشہ نگاہوں کے سامنے پھر جاتا۔ فقہی مسائل پر گفتگو کرتے ہوئے تحقیقات و تدقیقات کے موتی بکھیرتے۔ ائمہ کے اختلاف، ان کے دلائل اور مسائل کی ترجیحات کو انتہائی منفرد اور اچھوتے انداز میں واضح فرماتے۔ تمام فقہی جزئیات آپ کے ذہن میں روزِ روشن کی طرح واضح تھیں۔

فکری وتنقیدی رویہ

علمی جلالت کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو غیر معمولی ذہانت، فطانت اور بے باکی عطا کی تھی۔ جرات اور حق گوئی آپ کے مزاج کا بنیادی حصہ تھی۔ آپ بغیر کسی خوف یا لومۃ لائم کے، ہر فرد کے سامنے اس کی غلطیوں اور علمی مسامحات کی نشان دہی فرمادیا کرتے تھے، تنقید کے میدان میں بلا خوف و لکنت سچی اور کھری بات کہنے کے عادی تھے۔ آپ کی تنقیدی صلاحیت کی سب سے بڑی خصوصیت یہ تھی کہ آپ کسی کی بات کو محض اس کی شہرت یا اثر و رسوخ کی بنیاد پر قبول نہیں کرتے تھے، بلکہ جب تک مضبوط دلیل سامنے نہ آتی، آپ اس کو تسلیم کرنے سے گریز فرماتے تھے۔ اگر کوئی دلیل پیش بھی کی جاتی تو آپ اس کے تمام مقدمات اور اجزاء کو گہرائی سے پرکھتے اور اطمینانِ قلب کے بعد ہی اسے قبول فرماتے۔ آپ کا طریقہ تنقید تخریبی کے بجائے تعمیری تھا۔ آپ کی تنقید میں جہاں اصلاح کا پہلو نمایاں ہوتا، وہیں آپ گفتگو میں ظرافت و مزاح کے خوبصورت

رنگ بھی شامل کر دیتے تھے، جس سے آپ کی گفتگو اور تنقید کا رنگ و روغن دو بالا ہو جاتا اور سامعین کے لیے ایک خاص لطف و چاشنی کا باعث بنتا۔

امام احمد رضا قدس سرہ کے متعلق نقطہ نظر

اس تمام تر تنقیدی صلاحیت اور محققانہ مزاج کے باوجود، مفتی قاضی شمس الدین احمد علیہ الرحمہ کی نگاہ میں ایک ایسی عظیم الشان شخصیت تھی جسے آپ ہر قسم کی تنقید سے بالاتر اور الگ تھلگ تصور کرتے تھے؛ اور وہ ذاتِ گرامی اعلیٰ حضرت، امامِ اہل سنت، مجددِ دین و ملت امام احمد رضا خان قادری فاضلِ بریلوی قدس سرہ العزیز کی تھی۔ آپ امام احمد رضا کے علم و تحقیق پر کامل اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے بار بار یہ تاریخی جملہ ارشاد فرمایا کرتے:

"میں اعلیٰ حضرت کو آنکھ بند کر کے مانتا ہوں، اس لیے کہ انہوں نے جو مسائل کی تحقیق و تنقیح کی ہے وہ بالکل صحیح ہے۔ اس میں چوں و چرا کی کوئی گنجائش نہیں ہے۔"

یہ فرمان اس بات کا روشن ثبوت ہے کہ اعلیٰ حضرت کی علمی جلالت اور فقہی بصیرت پر آپ کو کس قدر کامل یقین رکھتے تھے۔

بارگاہِ مرشد میں کمالِ ادب

مفتی قاضی شمس الدین احمد علیہ الرحمہ جہاں علمی و فکری میدان کے شہسوار تھے، وہیں ادب و احترام

کے اعلیٰ ترین مقام پر بھی فائز تھے۔ آپ اعلیٰ حضرت کے شہزادے، حضور مفتیِ اعظم ہند قدس سرہ کی بارگاہِ اقدس کا بے حد احترام فرماتے۔ جب اس عظیم مرکزِ علم و فن میں علمی گفتگو یا لب کشائی کا موقع آتا، تو آپ کا ہر لفظ ادب و احترام کے دائرے میں سمویا ہوتا۔ مرشدِ کریم کی بارگاہ میں آپ کے ادب و نیاز کا یہ عالم تھا کہ آپ گفتگو کے دوران ادب و تعظیم کا اتنا پاس رکھتے کہ کہیں جھجک اور کہیں دباؤ کا احساس ہوتا — یہ کمالِ ادب اعلیٰ حضرت کے شہزادے کی بارگاہ میں آپ کے عشق و عقیدت کی سچی تصویر تھے۔ قاضی آپ کی زندگی علمی تحقیق، تعمیری تنقید، امامِ وقت کی کامل اتباع اور بارگاہِ مرشد میں بے مثال ادب کا ایسا حسین امتزاج ہے جو آنے والی نسلوں کے لیے مشعلِ راہ بنی رہے گی۔

علمی وتصنیفی یادگاریں

علم و ادب اور فقہ و شریعت کی دنیا میں ایسے علماء و مصنفین کی ہمیشہ قدر کی جاتی ہے جنہوں نے ہر طبقہ فکر اور ہر علمی سطح کے لوگوں کے لیے آسان اور مؤثر انداز میں دین کی معلومات اور مختلف علوم کو پیش کیا۔ علامہ صاحب کی تصانیف اسلامی علوم، فقہ، منطق اور نحو و صرف جیسے پیچیدہ مضامین کو عوام و خواص تک پہنچانے کا بہترین ذریعہ ہیں، آپ نے اپنی پوری زندگی رشد و ہدایت اور علم و حکمت کے فروغ کے لیے وقف رکھی۔ آپ نے جہاں اپنے اخلاق اور علمی خطبات سے لوگوں کے قلوب کو منور کیا، وہیں اپنے قلم سے ایسی یادگار تصانیف بھی چھوڑی ہیں جو ان کے علمی نقوش کو تاحیات زندہ رکھیں گی۔

قانون شریعت (حصہ اول و حصہ دوم)

قانون شریعت علامہ صاحب کا ایک شاہکار دینی و فقہی کارنامہ ہے جو ہر طبقے اور ہر گھر میں سند کا درجہ رکھتا ہے۔اس کتاب کی چند نمایاں خصوصیات درج ذیل ہیں

سلیس اور عام فہم اسلوب اس کتاب کا اندازِ بیان نہایت سادہ اور عام فہم رکھا گیا ہے تا کہ ہر عام و خاص مسلمان اس سے فائدہ اٹھا سکے۔ اسلامی عقائد و فقہی مسائل کی ترویج مصنف کے دل میں مسلمانوں کو بنیادی اسلامی عقائد اور فقہی مسائل سے روشناس کرانے کا جذبہ اس قدر شدید تھا کہ انہوں نے اپنے روایتی علمی و پرشکوہ اندازِ تحریر کو چھوڑ کر نہایت سادہ اور آسان اسلوب اختیار کیا۔ عوام الناس سے نزدیق مصنف کی دیگر تصانیف اور تحریروں کا اندازِ بیان عموماً نہایت مختصر، جامع اور پرمغز ہے، لیکن اس کتاب میں انہوں نے عوام کی سہولت کو ترجیح دی۔

کتاب کے مقدمہ میں علامہ صاحب خود تحریر فرماتے ہیں:

"جہاں تک ہو سکا پیرایہ زبان و بیان کو بھی سہل کرنے کی کوشش کی گئی ہے،اور اس کوشش میں فصاحت کی بھی پرواہ نہیں کی گئی۔"

قواعد النظر

یہ علامہ صاحب کی دوسری اہم مطبوعہ تصنیف ہے، جو علمِ منطق کی بنیادی اصطلاحات اور قواعد پر مشتمل ہے۔

اصطلاحاتِ منطق کی وضاحت۔ اس کتاب میں منطقی اصولوں اور اصطلاحات کو نہایت جامع انداز میں بیان کیا گیا ہے "منفرد اردو اسلوب" علمِ منطق کی اس کتاب کا اردو میں وہی مقام و مرتبہ بیان ہے جو عربی زبان میں "تعریف الاشیاء" اور "تہذیب" جیسی معتبر و بنیادی کتب کو حاصل ہے۔

قواعدالاعراب

یہ کتاب علمِ نحو اور اعراب کے قواعد و ضوابط پر مبنی ہے۔ کتاب کے نام ہی سے واضح ہے کہ اس کا بنیادی موضوع اعراب کے قواعد و اصول ہیں، طلبہ کے لیے افادیت دینی مدارس کے ابتدائی اور متوسط درجے کے طلبہ کے لیے یہ کتاب ایک بہترین رہنما اور انتہائی مفید تصنیف ہے۔

کشکولِ جعفری

علامہ صاحب کی تصانیف و مرتبات میں " کشکولِ جعفری" بھی ایک خاص اہمیت کی حامل ہے، جو متفرق علمی، دینی اور ادبی موتیوں کا مجموعہ ہے اور ان کے تبحرِ علمی کی عکاسی کرتی ہے۔

علامہ صاحب کی یہ تصانیف اس بات کا روشن ثبوت ہیں کہ انہوں نے نہ صرف خواص کے لیے پیچیدہ علوم (منطق و اعراب) کو آسان بنایا، بلکہ عام مسلمانوں کی دینی و فقہی تربیت کے لیے, قانون شریعت جیسی بے مثل کتاب تحریر کر کے ایک عظیم دینی خدمت انجام دی۔

سندِ فقہ (علمِ فقہ کا مبارک سلسلہ)

اسلامی علوم کی تاریخ میں "سند" کو ایک بنیادی اور امتیازی حیثیت حاصل رہی ہے۔ سند کے ذریعہ ہی علم، فکر اور روایت نسل در نسل صحت و امانت کے ساتھ منتقل ہوتی آئی ہے۔ آپ کا فقہی سلسلہ سند عظیم المرتبت فقہاء اور مجتہدین کے واسطے سے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچتا ہے

آپ نے علمِ فقہ کی روایت اپنے استاذ محترم، فقیہِ اعظم حضور صدر الشریعہ علامہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ سے کی۔

حضور صدر الشریعہ نے مجددِ اعظم امامِ اہل سنت الشاہ سیدی احمد رضا خان بریلوی علیہ الرحمہ سے۔

امام احمد رضا خان نے شیخ عبد الرحمٰن حنفی (مفتیِ مکہ مکرمہ) سے۔

شیخ عبد الرحمٰن حنفی نے مفتیِ مکہ شیخ سیدی جمال الدین بن عبد اللہ سے۔

شیخ جمال الدین نے محمد عابد انصاری مدنی سے۔

محمد عابد انصاری نے شیخ یوسف سے۔

شیخ یوسف نے شیخ عبد القادر بن خلیل سے۔

شیخ عبد القادر نے شیخ اسماعیل بن عبد اللہ سے۔

شیخ اسماعیل نے عارف باللہ شیخ عبد الغنی نابلسی سے۔

شیخ عبد الغنی نابلسی نے اپنے والد گرامی سے۔

ان کے والد نے احمد شوہری اور علامہ حسن شرنبلالی سے۔

انہوں نے شیخ عمر بن نجیم و دیگر اکابر سے۔

شیخ عمر بن نجیم نے عبد البر بن شحنہ سے۔

عبد البر بن شحنہ نے محقق علی الاطلاق کمال ابن ہمام سے۔

علامہ ابن ہمام نے سراج الدین سے۔

سراج الدین نے علاؤالدین سے۔

علاؤالدین نے شارحِ ہدایہ جلال الدین خبازی سے۔

جلال الدین خبازی نے شیخ عبد العزیز سے۔

شیخ عبد العزیز نے جلال الدین کبیر سے۔

جلال الدین کبیر نے صاحبِ ہدایہ امام برہان الدین مرغینانی سے۔

صاحبِ ہدایہ نے فخر الاسلام بزدوی سے۔

فخر الاسلام بزدوی نے شمس الائمہ حلوانی سے۔

شمس الائمہ حلوانی نے قاضی ابو علی نسفی سے۔

قاضی ابو علی نسفی نے ابو بکر محمد بن فضل سے۔

ابو بکر محمد نے امام عبد اللہ سبز مونی سے۔

امام عبد اللہ سبز مونی نے عبد اللہ بن ابی حفص سے۔

عبد اللہ بن ابی حفص نے اپنے والد (ابو حفص کبیر) سے۔

ابو حفص کبیر نے امام ابو عبد اللہ محمد بن حسن شیبانی سے۔

امام محمد بن حسن شیبانی نے امامِ اعظم، سیدنا ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ سے۔

امامِ اعظم ابو حنیفہ نے اپنے استاذ حماد بن ابی سلیمان سے۔

حماد بن ابی سلیمان نے ابراہیم نخعی سے۔

ابراہیم نخعی نے علقمہ بن قیس اور اسود بن یزید سے۔

علقمہ واسود نے جلیل القدر صحابی حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود نے تاجدارِ مدینہ، سرورِ انبیاء حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے۔

سندِ حدیث فی الحدیث ومعقولات

آپ نے سندِ حدیث اپنے استاد محترم، فقیہِ اعظم ہند صدر الشریعہ علامہ مفتی امجد علی اعظمی علیہ الرحمہ سے حاصل کی، اور انہوں نے عظیم محدث علامہ وصی احمد محدث سورتی علیہ الرحمہ سے روایت فرمائی۔

علومِ عقلیہ (معقولات وحکمت) میں آپ کی سند۔

پہلی سند۔ آپ نے یہ سند اپنے استاد حضور صدر الشریعہ علامہ امجد علی اعظمی سے حاصل کی۔

صدر الشریعہ نے علامہ ہدایت اللہ خان رامپوری سے۔ علامہ ہدایت اللہ خان نے مجاہدِ آزادی علامہ فضل حق خیر آبادی سے۔

دوسری سند

آپ نے یہ سند علامہ عبد الحی سے حاصل کی۔

علامہ عبد الحی نے حکیم برکات احمد ٹونکی سے۔

حکیم برکات احمد ٹونکی نے علامہ عبد الحق خیر آبادی سے۔

علامہ عبد الحق خیر آبادی نے اپنے والدِ ماجد علامہ فضل حق خیر آبادی سے۔

تیسری سند

آپ نے یہ سند اپنے استاذ علامہ عبد اللہ قندھاری سے حاصل کی۔

علامہ عبد اللہ قندھاری نے علامہ پر دل افغانی سے روایت کی۔

ان مبارک اور جلیل القدر اسناد سے واضح ہوتا ہے کہ آپ کا علمی و فکری تعلق جہاں ایک طرف فقہِ حنفی کے نامور ائمہ و شارحین سے ہوتا ہوا بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچتا ہے، وہیں حدیث اور معقولات میں بھی برصغیر اور عالمِ اسلام کی مایہ ناز علمی شخصیات سے براہِ راست مربوط ہے۔

حضور صدر الشریعہ سے غایتِ عقیدت اور تبحرِ علمی

فقہ، معقولات اور علومِ متداولہ کے بے مثال عالم حضرت قاضی شمس الدین احمد علیہ الرحمہ کو اپنے استاذِ محترم، جلیل القدر فقیہ، حضور صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی قدس سرہ سے بے پناہ عقیدت و محبت تھی۔ علامہ صاحب اپنے استاذ گرامی کے کمالات کے معترف تھے اور فرماتے تھے

کہ حضور صدر الشریعہ علیہ الرحمہ کو جملہ علوم وفنونِ متداولہ پر مکمل عبور اور درک حاصل تھا۔ بالخصوص جب وہ معقولات کا درس دیتے، تو مشکل سے مشکل مفاہیم کو اس طرح سلیس اور واضح فرمادیتے کہ یوں لگتا جیسے معقولات کو پانی پانی کر دیا ہو۔ گرچہ قدرتِ الٰہیہ کی فیاضیوں نے حضور صدر الشریعہ کو علمِ فقہ کا خصوصی امین اور وارث بنایا، لیکن ان کی جلالتِ علمی کا یہ عالم تھا کہ لوگ دار الافتاء میں فتویٰ نویسی کی مشق کرتے کرتے پوری زندگی گزار دیتے ہیں، پھر بھی اس رفیع الشان منصب تک نہیں پہنچ پاتے جو قدرت کی طرف سے صدر الشریعہ کو عطا کیا گیا تھا۔ حضرت قاضی شمس الدین احمد نے اسی عظیم فکری و علمی سرچشمے سے فیض حاصل کیا اور علم و عمل کے میدان میں نمایاں مقام پایا۔

تلامذہ وفیضانِ علمی

حضرت قاضی شمس الدین احمد علیہ الرحمہ نے اپنی زندگی قال اللہ و قال الرسول کی صداؤں کو عام کرنے اور علومِ اسلامیہ کی ترویج میں صرف کی۔ آپ کے دامنِ تربیت سے ایسے جید علماء اور فضلاء وابستہ رہے جنہوں نے دین وملت کی علمی و دینی قیادت کی۔ آپ کے چند نامور تلامذہ درج ذیل ہیں

مولانا مفتی محمد اعظم رضوی ٹانڈوی شیخ الحدیث دار العلوم منظرِ اسلام، بریلی شریف۔

مولانا شمس الدین صدیقی رضوی صدر المدرسین، دار العلوم مسعود العلوم (چھوٹی تکیہ، بہرائچ)۔

مولانا حسام الدین احمد ہشام صاحبزادے و جانشین (جونپور)۔

مولانا شمشاد حسین رضوی بھاگلپوری۔

وصالِ باکمال

یکم محرم الحرام ۱۴۱۰ھ کی وہ صبح کس قدر دل خراش اور روح فرسا ہوگی جب علم و عمل کا یہ تابندہ آفتاب غروب ہو گیا۔ حضرت قاضی شمس الدین احمد کی روحِ پاک اپنے خالقِ حقیقی کے جوارِ رحمت میں پہنچ گئی اور آپ نے جامِ وصالِ الٰہی نوش فرمایا۔

آپ کا وصال بھی ایک عظیم اور عبرت انگیز علمی منظر کا حامل تھا۔ وقتِ وصال آپ کے سینے مبارک پر حجۃ الاسلام حضرت امام غزالی قدس سرہ کی معرکۃ الآراء تصنیف "کیمیائے سعادت" کھلی رکھی تھی، اور اتفاق دیکھیے کہ کتاب کا جو صفحہ کھلا ہوا تھا، وہ "موت کا باب" تھا۔ یوں ایک سچے عالمِ دین کی روح علمی و روحانی فضا میں اپنے مالکِ حقیقی سے جا ملی۔ آپ کا مزار مبارک شیرازِ ہند جون پور (یو۔پی۔ہند) کے علاقے شیخ پور میں دربارِ حضرت مخدوم سید قطب الدین بینادِل علیہ الرحمہ قلندرِ جون پوری کے قریب ہے

اللہ تعالیٰ ان کے مدفن پر انوار و تجلیات کی بارش فرمائے اور ان کے علمی فیضان کو عام فرمائے۔

آمین۔

رضوان احمد نعمانی بنارسی بانی الحمید اکیڈمی بنارس
صفر المظفر ۱۴۴۸ھ بروز منگل


مزار مبارک
خلیفہ اعلی حضرت شمس العلما علامہ قاضی
شمس الدین حنفی رضوی علیہ الرحمہ